

انتخابی جدوجہد کو خلاف شریعت کہا گیا، پھر یہی مشغلہ روزگار بن گیا، مقصد کے حصول کے لئے ذرائع کی تقدیس ہر حال میں قائم رکھنے پر زور دیا گیا مگر پھر اس راہ کی ہر گری پڑی چیز کو گھلے سے لگا کر رفیقِ مادہ منزل بتایا گیا، اور مسئلہ ملکیت زمین میں گورا سے عارضی کہا گیا (ایک ایسا مرتف اختیار کیا گیا جسکی مخالفت خود عمر بھر کا شیعہ بنا رہا تھا۔ کالٹی نقصت غزلہا من بعد قوۃ انکاشا معلوم نہیں جماعت کے عمائدین اس نئے اجتہاد اور حکمتِ عملی کی کیا توجیہ کریں، تاویل پر بھی ہو مگر یہ نہیں ہونی چاہئے کہ فلاں فلاں جماعتوں نے بھی ایسا کیا اور فلاں بزرگ نے بھی ایسا کہا ہے۔ اگر ایک چیز کا برائی ہونا ثابت ہو جائے تو اس کے وزن میں اس بات سے کمی نہیں آسکتی کہ اور لوگ بھی ایسا کرتے ہیں، ایسی بات تو برائے کی تاریخ میں بھی کسی نے نہیں کہی کہ میں اگرچہ مجرم ہوں مگر یہ تو ایک ایسا جرم ہے کہ مجھ در شہر شمار روز کنندہ اور نہ کسی عدالت نے مجرم کے اس موقف کو قابلِ تسلیم قرار دیا ہے۔ تعدیل صحابہ، اور دیگر علمی و فقہی مسائل اور اب لاہوری مرزائیوں کے بارہ میں جماعت کا یہی عذر گناہ سامنے آچکا ہے۔ مگر غلط بات غلط ہے خواہ اس کا کہنے والا کتنا بڑا آدمی کیوں نہ ہو یہ تو ایک ضمنی بات تھی، اب رہا ملکیت شخصی کو سلب کرنا یا اسے محدود کرنا۔



تو جہاں تک اصل مسئلہ انفرادی اور شخصی ملکیت کا تعلق ہے، خواہ املاک منقولہ ہوں یا غیر منقولہ ہوں اسلام نے اسے انسان کا فطری حق بنایا ہے، نہ تو اسکی تحدید کی جاسکتی ہے اور نہ عصرِ حاضر کے لادینی انتقادی نظاموں کے علیرِوار اس میں قطع برید کر سکتے ہیں، قرآنِ کریم نے آیت اولم یروا اننا خلقناکم ثماعلت ایدینا انعاماً فہم لھما لکون میں انسان کی شخصی ملکیت پر مہر ثبت کر دی ہے اور قرآن کی بیشمار آیتیں اس جملہ تھم لھما لکون (پس وہ اس کے مالک ہیں) کی تائید کرتی ہیں۔ جو لوگ ان الاصل باللہ۔ (زمین اللہ کی ہے) قسم کی آیات کو آگے پیچھے سے کاٹ کر اپنے مدعی کو ثابت کرنا چاہتے ہیں، وہاں متصلاً اللہ نے خود یور شہما من یشاء (وہ جسے چاہے زمین کا وارث بنادے) یا اس کے ہم معنی الفاظ میں انفرادی ملکیت بیان کر کے ایسے لوگوں کا مذاق اڑایا ہے۔ قل اللھم ملک الملک کیساتھ تو فی الملک من تشاء بھی ہے اور والذین یکمنزون الذھب والفضۃ کیساتھ ولا ینفقوھا فی سبیل اللہ کی قید انسان کی انفرادی ملکیت کا اعلان کر رہی ہے، پھر وہ اسے اپنی ملکیت میں ہر جائز تصرف کرنے اور اسے اپنی ملکیت سے منتقل کرنے کا حق بھی دیتا ہے۔ چنانچہ بیع، شرا، ہبہ، تملیک، اعمتان، تدبیر، کتابت، اجارہ، اعارہ، مزارعت، وقف، رہن، قرض، صدقہ، وصیت، میراث وغیرہ اس تصرف

کے شراہد عدل ہیں۔ اسی طرح وہ کسی دوسرے مسلمان کے مال و دولت میں ناجائز دست اندازی سے بچنے کو ایمان کی اولین ملائیت قرار دیتا ہے۔ ظلم و تعدی، چوری، ڈاکہ، خیانت، غصب، لوٹ کھسوٹ، جبر و استحصال کو ہر ام قرار دیکر اسلام انسان کے شخصی ملکیت ہی کا تحفظ کرنا چاہتا ہے۔ وہ کیساں طور پر سرمایہ دار اور غریب دونوں کو دلاتا اٹھوا اموالکم بینکم بالباطلے (ایک دوسرے کے مال کو ناحق نہ کھاؤ) سے مخاطب کرتا ہے۔ الا لایحلت مال امری الا بطیب نفسی منہ۔ الحدیث (خبردار کسی ایک کمال دوسرے کو بغیر اسکی مرضی کے حلال نہیں۔)



پس جبر لوگ سوشلزم کو تمام معاشی بریادیوں کا مادا سمجھتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ اللہ کے بھیجے ہوئے عادلانہ نظام اسلام کے تمام اصول و فروع کو تہس نہس کرنا چاہتے ہیں، بلکہ وہ لوٹ کھسوٹ اور انسان کے تمام حقوق کی پائمانی و بربادی کا ایک ایسا کھیل کھیلنا چاہتے ہیں جس میں نہ صرف غریب اپنے رہے سہے سکھ اور چین سے محروم ہو جائے بلکہ پوری قوم چند خونخوار و رندوں کی جماعت کے رحم و کرم پر رہ جاتی ہے، اسلام کے مذکورہ تمام اصول کو ایک طرف رکھ کر ایک لمحہ کیلئے فرض کر لیں کہ سوشلزم آجاتا ہے اور وہ پوری قوم کو حتی ملکیت سے محروم کر کے اللہ کی دی ہوئی تمام دولت اور وسائل معاش کو ایک پارٹی کے حوالے کر دیتا ہے، تو کیا وہ پارٹی انسانیت کو اس کے تمام حقوق و بلادے گی۔ اور کیا وہ پارٹی موجودہ معاشرہ ہی سے ابھر کر سامنے آئی ہوگی یا آسمان سے فرشتوں کی شکل میں اترے گی۔ لیکن اگر اسکی اٹھان اس معاشرہ سے ہو جب کاشت نمونہ خردوار ۲۰۳ بدعنوان افسروں کی شکل میں سامنے آچکا ہے اور اس کا محل و عقد اس بیوروکریسی کے باحقوں میں ہو جو فائل کی سطح پر بڑے بڑے پراجیکٹ کھڑے کر کے پھر اسے نذر سیلاب بھی کر دیتی ہے، اور اس طرح کروڑوں روپے ہضم کر کے فائل داخل دفتر کر دیتی ہے۔ تو خدا را سوچئے کہ ایسے لوگوں کا لایا ہوا سوشلزم یا کوئی بھی معاشی نظام انسان کے مال و جان اور اس کے حقوق میں مساوات قائم رکھ سکے گا۔ ہرگز نہیں۔ سوشلزم کی بنیاد تاریخ کی مادی تعبیر پر ہے جس میں نہ خوفِ خدا کی گنجائش ہے، نہ محاسبہ آخرت کی، اور نہ کسی کو تنقید اور نصیحت کی۔ اس کے مقابل میں اسلام ہے جو ایک ایسا معاشرہ تعبیر کرتا ہے جو ہر لمحہ اور ہر عمل میں خدا کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے، آخرت کا محاسبہ اس کے دل میں رچا بسا ہوتا ہے، ہر فرد کو دوسرے پر ظلم و غصب اور ہر برائی سے روکنے کا پورا حق ہے، اور وہ امیر کو بھی چاہے تو تلوار سے درست کر سکتا ہے، وہ اگر اسلامی قلمرو کے دوسرے سرے پر کسی کیلئے

کے بھوک و پیاس سے مر جانے کی خبر سننا ہے تو اللہ کے سامنے جواب دہی کے لئے ر سے
 تڑپنے لگتا ہے وہ ہر انسان کی بھوک و پیاس کو اپنی حاجت سمجھتا ہے اور جذبہ ایثار سے خود
 فقیر رہ کر دوسروں کو اپنی متاع کا مالک بنا دیتا ہے اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ اسلام نے معاشی
 مسائل کی بنیاد مساوات پر نہیں بلکہ مساوات پر رکھی، وہ معاشی ناہمواری کو جبر سے نہیں بلکہ ایمان اور
 یقین کی بیداری سے حل کرنا چاہتا ہے، اسلام نے ایسا معاشرہ قائم کیا خلافت راشدہ اسکی واضح
 مثال ہے، دوسری طرف سوشلسٹوں کے طور طریقے تھے، اور جبر و ظلم کی اساس پر ایک ایسی
 عمارت اٹھائی گئی جو نصف صدی میں دم توڑتی نظر آنے لگی ہے۔ تاریخ کی اس مادی تعبیر پر تازہ
 پائنا حال ہی میں روس کے سیکرٹری جنرل برزنیف نے یہ کہہ کر رسید کیا کہ روس میں سوشلسٹ نظام
 عملاً ناکام ہو چکا ہے۔ اور اس طرح فتنہ شدہ شاہد من اھلھا۔ کا ایک نمونہ سامنے آگیا۔ الغرض
 ہمارے پاس معاشی اور معاشرتی یگانگت کیلئے اسلام جیسا نسخہ کیا موجود ہے، مگر افسوس اور
 صد افسوس کہ نہ تو ہم نے اسے سمجھنا پرکھا اور نہ کبھی آزمایا ومن لم یتذم لم یدر۔
 ع۔ چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند۔

—————★—————

ہماری اس بے علمی اور حقیقت سے بے خبری سے موجودہ دور کے ابن الوقت
 سیاستدانوں نے خوب فائدہ اٹھایا بیچارے عوام اسے اپنی ساری بربادیوں کا تریاق سمجھ کر ان
 کے پیچھے دوڑنے لگے اور اس حقیقت سے غافل ہو گئے کہ پور اپنی کمین گاہ تک پہنچا کر ہی
 سہی پونجی سے بھی ہمیں محروم کر دے گا۔ بات ناشائستہ سی ہے مگر مثال خوب چسپاں رہے گی
 کہ ہمارے علاقہ میں بچے کا خٹنہ کراتے وقت عموماً بچے کو ادھر ادھر کی بھول بھیلوں میں بہلایا جاتا
 ہے اور خٹنہ کا عین موقع ہوتا ہے تو کہتے ہیں وہ دیکھو سونے کی چڑیا اڑ رہی ہے اور ابھی تیرے
 قدموں میں ہے۔ بچہ شوق سے نگاہ اٹھاتا ہے اور ادھر اپنے جسم کے ایک حصہ سے محروم۔
 تو ہمارے ہاں سوشلزم کی مثال اُسی سونے کی چڑیا کی سی ہے جس سے عیار لیڈر خوب خوب فائدہ
 اٹھا رہے ہیں۔

—————★—————

علی حلقوں کو اس خبر سے بڑا صدمہ ہو گا کہ حضرت مولانا محمد انورؒ لاہوری ۲۲ جنوری کو صبح
 سات بجے انتقال فرما گئے مولانا مرحوم کی عمر تقریباً ستر برس تھی۔ حضرت مولانا رائے پوری سے خلافت